کی جورو نے روٹی کپڑے کا دعویٰ کیا - ڈیڑھ روپیہ مہینے کی ڈگری ہو گئی - تین روپیہ نواب دیتے تھے - ڈیڑھ روپیہ مین کیا ہوتا - اوپر کی آمدنی پر بسر تھی - اوس سے بھی کچھ نہ چلی - بی آبادی کسی قدر چٹوری بھی تھین - آخر میان حسین علی کے گھر سے نکل کے محلے کے ایک لڑکے مُنّے کے ساتھ بھاگین - اس لڑکے کی مان بھٹیارن کٹنی بڑے مشہورون مین تھین - جہان دو چار قلندریان اور رہتی تھین - وہین انکا بھی ٹھکانا ہو گیا - بی بھٹیارن کی روزی مین کسی قدر اور وسعت ہوئی - منّے براے نام رہ گئے - میان منّے کے ایک پیر بھائی میان سعادت بھٹیارن کو جُل دے کے وہان سے لے اوڑے - یہ اپنی مان پاس لے گئے - انکی والدہ کو مرغیون سے شوق تھا - مکان کے پاس ایک تکیہ تھا - وہان مرغیان چرا کرتی تھین - بی آبادی اونکی حفاظت پر متعین ہوئین - میان سعادت کسی کارخانے مین کام کرتے تھے - دن بھر وہان چلے جاتے تھے - یہ مرغیان ہنکایا کرتی تھین - وہان انھون نے محمد بخش گلو کنجڑن کے لڑکے سے راہ و رسم پیدا کی - بلکہ سعادت کی مان نے یہ معاملہ دیکھ بھی لیا - بیٹے سے کہا - اونسے خوب جوتے مارے - میان محمد بخش کے ایک اور یار تھے - میان امیر - نواب امیر مرزا کے خدمتگارون مین نوکر تھے - یہ فن تماشبینی مین طاق تھے وہ اوڑا لے گئے - اونھون نے ایک مکان مین لیجا کے رکھا - یہان اور یارون کا مجمع بھی رہتا تھا - بی آبادی سب کی دلجوئی مین مصروف رہتین - اس زمانے مین نہین معلوم کسکی برکت سے خوب پھولی پھلین - بھلا اب میان امیر کے کس کام کی تھین - اونسے اونھا کے اسپتال مین بھجوا دیا - بالفعل وہین تشریف رکھتی ہین - اگر آپ فرمایئے تو بلوا دیجایئن - رسوا - مجھے تو معاف ہی کیجیے -

---

ہاتھ آئی مراد منہ مانگی
دل نے پائی مراد منہ مانگی

رجب کی نوچندی تھی - کچھ بیٹھے بیٹھے میرے دل مین آئی - چلو درگاہ چلین - زیارت ہی کرین - سہ پہر شام سوار ہو کے پہونچے - بڑا مجمع تھا پہلے تو مین مردانی درگاہ کے صحن مین ادھر ادھر ٹہلا کی - پھر جا کے شمعین جلائین - حاضری چڑھائی - ایک صاحب

مرثیہ پڑھ رہے تھے۔ اونھین سنا۔ پھر ایک مولوی صاحب آئے۔ اونھون نے حدیث پڑھی۔ اسکے بعد ماتم ہوا۔ اب لوگ اپنے اپنے گھرون کو چلنے لگے۔ مین نے بھی زیارت رخصتی پڑھکے واپسی کا ارادہ کیا۔ دروازے تک پہونچکے جی مین آیا۔ زنانی درگاہ مین ہوتی چلون۔ نوحہ خوانی کی شہرت اور نواب ملکہ کشور کی سرکار سے توسل کیوجہ سے اکثر عورتین مجکو جانتی تھین۔ مین نے خیال کیا کہ دو چار مل ہی جائین گی۔ اسی بہانے سے ملاقاتین ہو جائین گی۔ سوار ہوکے جو پہلے پردہ ڈال کے زنانی درگاہ کے دروازے پر پہونچی۔ محلدار نے آکے سواری اوتروائی۔ اندر گئی۔ میرا خیال غلط نہ تھا۔ اکثر عورتون سے سامنا ہوا۔ شکوے۔ شکایتین۔ غدر کے حالات ادھر اودھر کی باتین ہوا کین۔ بڑی دیر ہوگئی۔ مین واپس آنے ہی کو تھی کہ اتنے مین دیکھتی کیا ہون۔ دہنی طرف کی صحنچی سے کانپور والی بیگم صاحب نکلی چلی آتی ہین۔ بڑے ٹھاٹھ ہین۔ تولون جوڑا پہنے ہوئے ہین۔ چار پانچ مہریان ساتھ ہین۔ ایک پائینچے بنھائے ہوئے ہے۔ ایک کے ہاتھ مین پنکھیا ہے۔ ایک نوٹیہ خاصدان لیے ہے۔ ایک کے پاس سینی مین تبرکات ہین۔ مجھے دور سے دیکھتے ہی دوڑین۔ کندھے پر ہاتھ رکھدیے۔

بیگم۔ اللہ امراؤ۔ تم بڑی بے مروت ہو۔ کانپور سے جو غائب ہوئین۔ تو آج ملی ہو۔ وہ بھی اتفاق سے۔

مین۔ کیا کہون جس دن آپکے باغ مین رات کو رہی تھی۔ اسی دن صبح کو لکھنؤ سے لوگ آکے مجھے پکڑکے لکھنؤ لے گئے۔ پھر بھاگ کر ہوئی۔ خدا جانے کہان کہان ماری پھری۔ نہ مجھے آپ کا پتا تھا۔ نہ آپ کو میرا حال معلوم تھا۔

بیگم۔ خیر۔ اب تو ہم تم دونون لکھنؤ مین ہین۔

مین۔ لکھنؤ کیسا اسوقت تو ایک ہی مقام پر ہین۔

بیگم۔ اسکی سند نہین۔ تمھین میرے مکان پر آنا ہوگا۔

مین۔ سر آنکھون سے۔ مگر آپ رہتی کہان ہین؟

بیگم۔ چوپٹیون پر۔ نواب صاحب کو کون نہین جانتا۔

مین۔ پوچھنے ہی کو تھی کہ کون نواب صاحب۔ اتنے مین ایک مہری بول اوٹھی۔ نواب محمد تقی خان کا مکان کون نہین جانتا!۔

میں۔ میں آنے کو تو آؤں۔ مگر نواب صاحب کے خلاف نہ ہو۔

بیگم۔ نہیں وہ اِس طبیعت کے آدمی ہی نہیں ہیں۔ اور پھر تمھارے واسطے۔ میں نے اوس رات کا حال رتی رتی اون سے کہا تھا۔ اونھون نے تو خود تمھیں کانپور میں کئی مرتبہ ڈھنڈھوایا۔ اکثر پوچھتے رہتے ہیں۔

میں۔ اچھا تو ضرور آؤن گی۔ بیگم۔ کب آؤگی۔ وعدہ کرو۔

میں۔ اگلی جمعرات کو حاضر ہونگی۔

بیگم۔ اوہی۔ یہ جمعرات کی ارواح تم کب سے ہوگئیں۔ ابھی تو پورے آٹھ دن ہیں۔ اِدھر ہی کیون نہیں آتیں۔

میں۔ اچھا تو اگلی پیر کو آؤنگی۔

بیگم۔ اتوار کو آؤ۔ نواب بھی گھر میں ہون گے۔ پیر کے دن شاید کسی انگریز سے ملنے چلے جائیں۔

میں۔ مناسب ہے۔ اتوار ہی کو سہی۔ بیگم۔ کس وقت آؤگی؟۔

میں۔ جس وقت کہیے۔ مجھے گھر پر کوئی کام نہیں۔ ہر وقت برابر ہے۔

بیگم۔ تم کہان رہتی ہو۔

میں۔ چوک میں سید حسین خان کے پھاٹک کے پاس۔

بیگم۔ اچھا تو میں مہری کو بھیجدونگی۔ اوسی کے ساتھ چلی آنا۔

میں۔ یہ بہت اچھا ہے۔ بیگم۔ اچھا تو خدا حافظ!۔

میں۔ خدا حافظ۔ ہان یہ تو کہیے صاحبزادہ کیسا ہے۔

بیگم۔ نہیں۔ ماشاء اللہ اچھا ہے۔ لو اب اونھون نے یاد کیا۔

میں۔ کیا کہون۔ باتون میں کیسی بھولی۔ اور بھولی کیا۔ جب چاہتی تھی پوچھون ایک نہ ایک بات نکل آتی تھی

بیگم۔ اب تو سلامتی سے ذرا ہوش سنبھالا ہے۔ اچھا اوس دن اوسے بھی دیکھ لینا۔

میں۔ رات کی نیند حرام۔ لے اب کچھ نہ کہیے۔ خدا حافظ۔

بیگم۔ خدا حافظ۔ دیکھو ضرور آنا۔ میں۔ ایسی بات ہے۔

اِتنے میں اوہی نے دیکھا کہ باتون کا پھر سلسلہ چلا کہنے لگی۔ بیگم صاحب چلیے۔ دیر

سواری لگی ہے۔ کہار موئے چلا رہے ہیں۔

ہرچند بہت غور کیا ہمنے شب و روز
دنیا کا طلسمات سمجھ مین نہین آتا

مین خانم سے علیحدہ ہوگئی تھی مگر جب تک وہ جیتی رہین اونھین اپنا سرپرست سمجھا کی۔ اور سچ یہ ہے کہ اونھین بھی مجھسے محبت تھی۔ اون کے پاس اس قدر دولت تھی کہ طبیعت غنی ہوگئی تھی۔ سن جو زیادہ ہوگیا تھا تو دنیا کی طرف سے اونکی طبیعت پھر گئی تھی۔ اب اونکو کسی کی کمائی سے کچھ مطلب نہ تھا۔ مگر محبت اوسی طرح کرتی تھین۔ وہ اپنے جیتے جی کسی نوچی کو اپنے سے جدا نہ سمجھتی تھین۔ مجھسے تو اونکو خاص محبت تھی۔ بسم اللہ نے اونکو بہت آزار دیے اسلیے اونھین اوس سے نفرت سی ہوگئی تھی۔ لیکن پھر اولاد تھی۔ خورشید جان بھی غدر کے بعد آگئی تھین۔ وہ خانم کے پاس رہتی تھین۔ امیر جان نے علیحدہ کمرہ لے لیا تھا مگر وہ بھی آتی جاتی رہتی تھین۔

جو کمرہ خانم نے مجھے دیا تھا وہ اونکی زندگی بھر مجھسے خالی نہین کرایا گیا تھا۔ میرا اسباب اوسمین بند رہتا تھا۔ میرا قفل لگا تھا۔ جب جی چاہتا تھا دو دو تین تین دن وہین جا کے رہتی تھی۔ سال بھر کہین رہون۔ مگر محرم مین تعزیہ داری وہین کرتی تھی۔ میرے نام کا تعزیہ خانم مرتے دم تک رکھا کین۔

جمعرات کو بیگم سے ملاقات ہوئی تھی۔ جمعہ کو آدمی آیا کہ خانم صاحب کی طبیعت کچھ علیل ہے۔ تمھین یاد کرتی ہین۔ مین فوراً سوار ہوکے گئی۔ اونھین دیکھ کے گھر پر واپس آنے کا ارادہ تھا۔ کہ جی مین آیا ایک بھاری جوڑا نکالتی لیتی چلون۔ کمرہ کھولا۔ دیکھا۔ کمرے مین چارون طرف جالے لگے ہین۔ پلنگ پر منون گرد پڑی ہوئی ہے۔ فرش فروش اوٹھا ہوا پڑا ہے۔ اِدھر اودھر کوڑا پڑا ہے۔ یہ حال دیکھ کے مجھے اپنے اگلے دن یاد آئے۔ اللہ۔ ایک وہ دن تھا کہ یہ کمرہ ہر وقت کیسا سجا سجایا رہتا تھا۔ دن بھر مین چار مرتبہ جھاڑو ہوتی تھی۔ جھجو نے جھاڑے جاتے تھے۔ گرد کا نام نہ تھا۔ تنکا تک کہین پڑا نہ رہتا تھا۔ یا اب یہ حال ہے کہ دم بھر بیٹھنے کو جی نہین چاہتا۔